رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت کے تقاضے

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ قُرَادٍ ﷺ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّأَ یَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْئِهٖ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَا یَحْمِلُكُمْ عَلٰی هٰذَا؟)) قَالُوْا: حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَوْ یُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَهٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَهٗ اِذَا ائْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهٗ)) (رواہ البیهقی فی شعب الایمان)

''حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو فرمایا تو آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم وضو کا پانی لے لے کر (اپنے چہروں اور جسموں پر) ملنے لگے' آپؐ نے فرمایا: ''تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت''۔ ان کا یہ جواب سن کر آپؐ نے فرمایا: ''جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ سے حقیقی محبت ہو یا یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ اس سے محبت کریں تو اسے چاہیے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے' اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنیٰ خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اُس کے ساتھ بہتر سلوک کرے''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے' صحابہؓ آپؐ کے وضو کے پانی کو ہاتھوں میں لے کر اپنے جسموں پر مل رہے تھے۔ آپؐ نے اُن سے دریافت فرمایا کہ وہ یہ کام کیوں کر رہے ہیں؟ جواب میں انہوں نے عرض کیا کہ ہم یہ کام اللہ کی محبت اور اس کے رسولؐ کی محبت میں کر رہے ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ تین عمل بتائے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت کا باعث

ہیں۔غور کرنے کا مقام ہے کہ آپ ﷺ نے اُن کے اس عمل پر نہ تو پسندیدگی کا اظہار کیا اور نہ ہی ناراض ہوئے۔ پسندیدگی کا اظہار تو اس لیے نہیں کیا کہ عقیدت پر اکتفا عمل میں کوتاہی کا باعث بنتا ہے اور سہل پسند نفس اس بات کو کافی سمجھتا ہے کہ اُس کا تعلق کسی خدارسیدہ بزرگ کے ساتھ ہے اور یہ بات اُس کو دوسرے ضروری اعمال کے بجالانے میں سست کر دیتی ہے جو کہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔اسلام تو عمل پر زور دیتا ہے۔رسول اللہ ﷺ اُمت کو یہ بات سکھانا چاہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اسلامی اخلاق و اقدار کو اپنایا جائے۔ عقیدت کے اظہار کا یہی بہترین طریقہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بات کو پسند نہ کرتے تھے کہ آپؐ کسی محفل میں جائیں تو اہل محفل کھڑے ہو کر عقیدت کا اظہار کریں۔اسی طرح اس موقع پر بھی آپؐ نے پسندیدگی کا اظہار نہیں کیا کہ اُن کے وضو کے پانی کو دوسرے لوگ عقیدۃً استعمال کریں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار رسول اللہ ﷺ نے اس لیے نہیں کیا کہ آپؐ کے وضو کا مستعمل پانی پاک تھا اور اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا تھا۔عام لوگوں کے وضو کا مستعمل پانی پاک نہیں رہتا' کیونکہ وضو کے پانی کے ساتھ جہاں اعضاء کی گرد وغبار یا میل کچیل شامل ہو جاتی ہے وہاں ہاتھ' پاؤں' آنکھوں اور کانوں وغیرہ کے صغیرہ گناہ بھی پانی میں مل کر اسے آلودہ اور نا قابل استعمال بنا دیتے ہیں۔مگر رسول اللہ ﷺ کے اعضاء تو نورانیت سے بھرپور تھے۔آپؐ کے استعمال شدہ پانی کے آلودہ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا' لہٰذا آپؐ نے صحابہ کو اپنے وضو کے مستعمل پانی کو استعمال کرنے سے روکا نہیں' البتہ انہیں تین بہت ضروری اعمال کی ترغیب دی۔پہلی بات یہ کہ ہمیشہ سچ بولیں' کیونکہ جھوٹ کبیرہ گناہ ہے جو کئی دوسرے گناہوں کا سبب بنتا ہے۔یہ بہت بڑی اخلاقی کمزوری ہے۔جھوٹ کی عادت انسان کے عزت و وقار کو ختم کر دیتی ہے۔جھوٹ بول کر روزی کمانے سے رزق میں حرام شامل ہو جاتا ہے اور حرام روزی عبادت اور دُعا کی قبولیت میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔جھوٹ کو آپؐ نے منافقت کی علامتوں میں سے ایک علامت بتایا ہے۔حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا اِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ))(۱)

''مؤمن کی طبیعت اور فطرت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت اور

(۱) مسند احمد۔

جھوٹ کے''۔

ایک متفقٌ علیہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹ سے دُور رہو' بے شک جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو سرکشی و نافرمانی کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور سرکشی دوزخ تک پہنچا دیتی ہے''۔ پس آپؐ نے اس موقع پر بھی اپنے عقیدت مندوں کو ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین فرمائی۔

دوسری بات رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو وہ پوری کی پوری واپس لوٹاؤ۔ گویا آپؐ نے خیانت کے ارتکاب سے روکا اور امانت داری اپنانے کی تلقین کی۔ خیانت بہت بڑی اخلاقی برائی ہے۔ آپ ﷺ نے منافقت کی علامتوں میں سے ایک علامت خیانت کو قرار دیا ہے۔ امانت داری کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ ہر معاہدہ امانت ہے اور اس کی پابندی نہ کرنا خیانت ہے۔ اپنے فرائض منصبی میں کوتاہی کا ارتکاب بھی خیانت ہے۔ کسی حق دار کو اُس کے حق سے محروم کرنا خیانت ہے۔ ایک آدمی کسی دوسرے کے ساتھ رازداری کی بات کرتا ہے تو اس بات کا ذکر دوسروں کے سامنے کرنا خیانت ہے۔ الغرض کسی بھی ذمہ داری کے پورا کرنے میں کوتاہی کرنا امانت میں خیانت کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے مستعمل پانی کو جسم پر لینے والے صحابہ کرام ؓ کو تیسری بات آپؐ نے یہ ارشاد فرمائی کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا رویہ رکھیں۔ ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کے متعلق حضرت عائشہ ؓ سے مروی آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ)) (۲)

''جبریل علیہ السلام پڑوسی کے حق کے بارے میں مجھے برابر تاکید کرتے رہے' یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اس کو وارث قرار دے دیں گے''۔

ایک موقع پر تو رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ اللہ کی قسم کھا کر فرمایا:

((لَا وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ' لَا وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ ' لَا وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ)) قَالُوْا : وَمَنْ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ :((جَارٌ لَا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ))(۳)

---

(۲) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب الوصاۃ بالجار۔ وصحیح مسلم' کتاب البر والصلة والآداب' باب الوصية بالجار والاحسان اليه۔

(۳) مسند احمد۔

''اللہ کی قسم وہ شخص صاحب ایمان نہیں' اللہ کی قسم وہ شخص صاحب ایمان نہیں' اللہ کی قسم وہ شخص صاحب ایمان نہیں!'' صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ کون؟ آپؐ نے فرمایا:''جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ وماٗمون نہ ہو''۔

ہمسایہ ہر وقت کا ساتھی ہوتا ہے' اگر اس کی طرف سے برا سلوک ہو رہا ہو تو زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر ہمسائے آپس میں حسن سلوک کے ساتھ رہ رہے ہوں تو دونوں کو چین اور سکون میسر ہوگا۔ وقت پڑنے پر ایک ہمسایہ دوسرے ہمسائے کا ہمدرد اور غمگسار ہوگا۔ حقوق ہمسایہ کے بارے میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ)) (٤)

''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُس کے لیے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے''۔

ہمسائے کی تکلیف اور آرام کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے پڑوسی کے حقوق اس طرح بتائے ہیں:

((اِنْ مَرِضَ عُدْتَهٗ وَاِنْ مَاتَ شَيَّعْتَهٗ وَاِنِ اسْتَقْرَضَكَ اَقْرَضْتَهٗ وَاِنْ اَعْوَرَ سَتَرْتَهٗ وَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرٌ هَنَّأْتَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهٗ وَلَا تَرْفَعْ بِنَائَكَ فَوْقَ بِنَائِهٖ فَتَسُدَّ عَلَيْهِ الرِّيْحَ ، وَلَا تُؤْذِيْهِ بِرِيْحِ قِدْرِكَ اِلَّا اَنْ تَغْرِفَ لَهٗ مِنْهَا))(٥)

''اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور خبر گیری کرو۔ انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ۔ قرض مانگے تو قرض دو۔ اگر کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو۔ اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارک باد دو۔ اگر اسے کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے۔ تمہاری ہانڈی کی مہک اس کے لیے باعث ایذا نہ ہو' اِلا یہ کہ اس میں سے

---

(٤) صحیح البخاری' کتاب الادب' باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یوذ جارہ۔ وصحیح مسلم' کتاب الایمان' باب الحث علی اکرام الجار والضیف ولزوم الصمت الا عن الخیر۔

(٥) رواہ الطبرانی فی الکبیر۔

(باقی صفحہ 50 پر)